سچائی کے پہلو

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

سچائی کے پہلو

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2023 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

سچائی کے پہلو

پہلی اشاعت .5 مئی 2023۔

کاپی رائٹ ©2023 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

سچائی کے پہلو

اخلاص میں سچائی

صبر میں سچائی

توبہ میں سچائی

خود پر قابو پانے اور خود علم میں سچائی

شیطان کی مخالفت میں سچائی

تقویٰ میں صداقت

امانت میں سچائی

خوف میں سچائی

حیا میں سچائی

تعریف میں سچائی

محبت میں سچائی

قناعت میں سچائی

تڑپ میں سچائی

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

ذیل میں سچائی کی مختلف شاخوں پر بحث کرنے والی ایک مختصر کتاب ہے۔ درحقیقت اس کلیدی خصوصیت کے بغیر اعلیٰ کردار کا حصول ممکن نہیں۔

جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

سچائی کے پہلو

اخلاص میں سچائی

سچائی کے بغیر اعلیٰ کردار کا حصول ممکن نہیں۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مسلم نمبر 6637 میں موجود ایک حدیث میں واضح فرمایا ہے کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور یہ جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ انسان حق پر اس وقت تک ثابت قدم رہتا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھا نہ جائے۔ جبکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھا جائے گا۔ صرف اسی حدیث سے سچے رہنے اور جھوٹ سے بچنے کی اہمیت بالکل واضح ہوجاتی ہے۔

سچائی کا پہلا پہلو اخلاص میں سچائی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے تمام اعمال اور خیالات میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی اور ارادے کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر، وہ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا اجر اس سے مانگیں جس کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرح کام کیا ہے، اسے کسی شریک کی ضرورت نہیں۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔ باب 18 الکہف، آیت 110:

’’پس جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔‘‘

اخلاص کا ایک حصہ یہ ہے کہ جب دوسرے کسی شخص کی اس کے اچھے کام کی تعریف کرتے ہیں تو وہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ اسی نے انہیں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کی خوشنودی پر راضی ہونے سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس درجہ کو پہنچنے والا ہر وقت ڈرتا ہے خواہ وہ بہت سے اعمال صالحہ انجام دے کہ ان کے اخلاص میں صداقت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال رد نہ ہو جائیں۔ باب 23 المؤمنون، آیت 60:

اور وہ جو دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے " والے ہیں۔"

حدیث نمبر 3175 میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اس آیت سے مراد ان نے جامع ترمذی کی متقی لوگ ہیں۔

ایک مسلمان کے لیے بہتر ہے کہ جب بھی ممکن ہو اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھے۔ یہ اس شخص کی خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص نیت سے کام کرتا ہے۔ اس میں واحد استثناء ہے جب کوئی دوسروں کے لیے مثال قائم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ بھی صرف ان لوگوں کو کرنا چاہیے جو اہل معنی ہوں، اہل علم ہوں اور جو اپنے عمل میں مخلص ہوں۔ بہت سے مسلمان غلط طور پر یہ مانتے ہیں کہ ان کا واحد فرض ایک نیک عمل انجام دینا ہے۔ لیکن حقیقت میں، یہ صرف پہلا قدم ہے .نیک عمل سے زیادہ اہم چیز اس کی حفاظت کرنا ہے تاکہ مسلمان اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باحفاظت پہنچا سکے۔ اس کی طرف باب 6 الانعام، آیت 160 میں اشارہ کیا گیا ہے:

"...جو شخص]قیامت کے دن [نیک عمل لے کر آئے گا"

اعمال کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے اجر کو ضائع کرنا بہت آسان ہے۔ مثال کے طور پر، ایک مسلمان چھپ کر کوئی نیک کام کر سکتا ہے اور دہائیوں تک کسی سے اس کا ذکر نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر شیطان انہیں دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس کی وجہ سے ثواب کم ہو سکتا ہے یا تباہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ عمل اب عام ہے۔

ایک مسلمان اپنے اعمال کی حفاظت کر سکتا ہے بُری خصلتوں کو ختم کر کے جو انہیں تباہ کر سکتی ہیں، جیسے حسد۔ سنن ابوداؤد نمبر 4903 میں موجود حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

آخر میں، اخلاص میں سچائی یہ ہے کہ ایک مسلمان صرف اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے بدلے کی امید رکھے۔ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کی تنقید اور غضب سے ڈرنا چاہیے۔ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے، خواہ یہ لوگوں کو ناگوار کیوں نہ ہو۔ انہیں کبھی بھی لوگوں کی خوشنودی حاصل نہیں کرنی چاہئے اگر اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ جیسا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کی ناراضگی سے بچا سکتا ہے خواہ یہ حفاظت ان پر ظاہر نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔

صبر میں سچائی

صبر میں سچائی میں کسی چیز کو برداشت کرنا شامل ہے، جیسے کوئی واقعہ، جسے انسان ناپسند کرتا ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعے شکایت کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے بے صبری کو دور کرے اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے ذریعے جو کچھ ہوا ہے اسے قبول کرے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

صبر کے ایسے پہلو ہوتے ہیں جن کا اطلاق اندرونی اور بیرونی طور پر ہوتا ہے۔ پہلا پہلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں، مشکلات اور آسانیوں میں، سلامتی یا مصیبت میں، خوشی سے یا نہ کرنے میں صبر ہے۔ دوسرا پہلو حرام چیزوں سے پرہیز کرنے اور نفس کو ان کی طرف مائل ہونے سے روکنے میں صبر ہے۔ صبر کی یہ دونوں قسمیں تمام مسلمانوں پر فرض ہیں۔ رضاکارانہ اعمال صالحہ کرتے وقت صبر کے اگلے پہلو کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور اس کی محبت حاصل کرے گا۔ صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ صبر کی چوتھی قسم کسی سے حق کو قبول کرنے پر مشتمل ہے۔ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی طرف رسول ہے۔ ایک ایسا رسول جسے وہ ہر حال میں قبول کریں۔ درحقیقت اس حق کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔

مسلمان اس وقت صبر کرتا ہے جب وہ صبر کی نعمتوں اور بے صبری اور نافرمانی کی سزا کو یاد کرتا ہے۔ اس سے ثواب کی امید اور عذاب کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ یہ دونوں حصے ثواب کی خواہش کے تحت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے اور اس کے غضب اور عذاب کے خوف سے اس کی نافرمانی سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس کے ذریعے ایک مسلمان مریض کو دیا جانے والا بے شمار ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ باب 39 از زمر، آیت 10:

‘‘بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا]یعنی حد[۔ ’’

توبہ میں سچائی

توبہ میں سچائی کا پہلا حصہ یہ ہے کہ اپنے کسی گناہ پر پشیمان ہو اور پھر اس کی طرف پلٹ کر یا اس جیسے گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کیا جائے۔ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ معافی مانگتے ہوئے لوگوں سے چھوٹ جانے والی ذمہ داریوں کی تلافی کرنا چاہیے یا ان سے لیے گئے حقوق کو واپس کرنا چاہیے۔ سچی توبہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ کسی بھی گناہ کے بارے میں سوچنے سے گریز کیا جائے کیونکہ یہ خیال مزید گناہوں کا آغاز ہے۔ انسان کو مستقبل میں گناہوں میں پڑنے سے ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ثابت قدم رہنے میں مدد دے گا۔ ایک مسلمان کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی ہے، یہ فرض کیے بغیر۔ اس سے انہیں مسترد ہونے کے خوف اور قبولیت کی امید کے درمیان توازن قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ دونوں خوبیاں نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہیں۔ باب 23 المؤمنون، آیت 60:

"اور وہ جو دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

سنن ابن ماجہ نمبر 4198 میں موجود ایک حدیث کے مطابق اس آیت سے مراد وہ مسلمان ہیں جو نیک اعمال کرتے ہیں جیسے کہ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے قبول نہ ہونے کے خوف سے۔

ایک توبہ کرنے والے مسلمان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان تمام لوگوں سے بچیں جو انہیں گناہوں اور غفلتوں کی طرف مائل کرتے ہیں اور اس کے بجائے ان لوگوں کا ساتھ دیں جو ان کے کردار کو بہتر بنانے میں ان کی مدد کریں گے۔ جیسا کہ جامع ترمذی نمبر 2378 میں موجود حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کے مذہب پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھیوں کی خصوصیات کو اپنائے گا۔ لہٰذا تمام مسلمانوں خصوصاً توبہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف متقیوں کی تلاش اور ساتھ دیں۔ باب 43 از زخرف، آیت 67:

‘‘اس دن قریبی دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے نیک لوگوں کے۔’’

اس کے علاوہ، ایک مسلمان کو ایسی جگہوں سے بچنا چاہیے جو اسے گناہوں کی طرف راغب کرتی ہیں کیونکہ انسان کا ماحول اس کے کردار پر بہت اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو صرف ان مقامات کی زیارت کرنا چاہیے جو انھیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ثابت قدم رہنے، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنے کی ترغیب دے، جیسے کہ مسجد۔

خود پر قابو پانے اور خود علم میں سچائی

وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی اپنی خواہش میں سچا ہے، وہ اپنی روح کو قابو میں رکھے گا تاکہ وہ صرف اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کر کے اس کی اطاعت کریں۔ جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں تو ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی خواہشات کو جھٹلاتے ہوئے اپنی روح کو ضبط کرنے کی کوشش کرے۔ روح ایک جنگلی جانور کی طرح برتاؤ کر سکتی ہے جسے صرف نظم و ضبط کے ذریعے قابو کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک مسلمان اس نظم و ضبط میں حد درجہ بڑھ جائے لیکن وہ اپنی روح کی تمام جائز خواہشات اس وقت تک پوری نہ کرے جب تک کہ وہ اللہ کی اطاعت نہ کرے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جائز خواہشات کی تکمیل کے درمیان توازن قائم نہ ہو جائے تب تک انسان کو اپنی روح کے ساتھ دینے اور لینے کا رشتہ اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ جو اپنی جائز خواہشات پر جتنا زیادہ عمل کرے گا، قیامت کے دن ان کا احتساب اتنا ہی کم ہوگا اور ان کے گمراہ ہونے اور اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل کا امکان اتنا ہی کم ہوگا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو صرف ایک دل دیا ہے وہ یا تو مادی دنیا سے بھر جائے گا یا آخرت سے۔ مسلمان جتنا زیادہ اپنی جائز خواہشات کو پورا کرے گا اتنا ہی اس کا دل مادی دنیا سے بھر جائے گا۔ جس قدر وہ آخرت پر دھیان دیں گے اتنا ہی ان کا دل بھرے گا یہاں تک کہ ان کا دل ٹھیک ہو جائے گا۔ باب 26 اشعرا، آیات 88-89:

’’جس دن مال اور اولاد کسی کے کام نہ آئے گی۔ لیکن صرف وہی جو اللہ کے پاس سچے دل کے ساتھ آتا ہے۔"

ضبط نفس کا ایک پہلو بری صحبت سے بچنا ہے جو کسی کو غیر ضروری اور ناجائز خواہشات کی طرف راغب کرتی ہے۔ جیسا کہ سنن ابو داؤد نمبر 4833 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ کی ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کے مذہب پر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک شخص اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی خصوصیات کو اپنائے گا۔ اس لیے

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کا ساتھ دیں جو ان کی روح کو قابو کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ باب 43 از زخرف، آیت 67:

‘‘اس دن قریبی دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے نیک لوگوں کے۔’’

شیطان کی مخالفت میں سچائی

ایک مسلمان کو شیطان کے ہتھیاروں کو کاٹنے کی کوشش کرنی چاہیے جیسے کہ شیطانی خیالات پر عمل کرنا۔ اس کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں کے منفی اثرات، جیسے سزا اور رسوائی کے بارے میں مسلسل یاد دلاتے رہیں۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے خیالات اور اعمال پر چوکنا رہے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سوچیں اور عمل کریں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ شیطان کبھی بھی لوگوں سے غافل نہیں ہوتا اور ہمیشہ انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے اپنے آپ کو بہتر بنانے کے عزم کو کمزور کرنے کے لیے سخت محنت کرتا ہے اور انہیں مخلصانہ توبہ میں تاخیر کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنے اچھے خیالات اور ارادوں پر عمل کرنے میں تاخیر کرنے کی ترغیب دیتا ہے اس امید پر کہ وہ آخرکار بھول جائیں گے یا مستقبل میں ان پر عمل کرنے کا موقع نہیں پائیں گے۔ جب بھی کوئی مسلمان نیک کاموں میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان اسے دنیاوی چیزیں یاد دلاتا ہے جو ان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہیں اور اس طرح وہ نیکی حاصل کرنے سے روک دیتے ہیں۔ ایک مسلمان کو اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس وقت شیطان حملہ کرتا ہے جس سے آدمی حد سے گزر جاتا ہے اور کبیرہ گناہ کرتا ہے۔

اس لیے ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے پھندے پر علم حاصل کرے تاکہ وہ ان سے بچ سکے۔ جہالت انسان کو اپنے جال میں پھنسائے گی جس سے دونوں جہانوں کی بھلائی ختم ہو جائے گی۔ ہر وقت شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ صرف اس کی مخلصانہ اطاعت سے اس کے احکامات کو پورا کرنے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ باب 15 الحجر، آیت 42:

بے شک میرے بندے ان پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہوگا''۔''

اس کے علاوہ، ایک مسلمان کو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ہمہ جہت نگاہوں کی یاد دلانا چاہیے۔ اس سے انہیں شیطان کا مقابلہ کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ جو بھی اس کو یاد کرے گا وہ اللہ تعالیٰ

کو جانتے ہوئے کہ ان کے ظاہر و باطن کا مشاہدہ کر رہا ہے اپنی شیطانی خواہشات پر عمل کرنے سے ڈرے گا۔ جو ایک طاقتور اتھارٹی سے واقف ہے، جیسے کہ پولیس، ان کا مشاہدہ کرے گا وہ بدتمیزی نہیں کرے گا۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کی نظرِ الٰہی سے واقف ہے وہ شیطان کا مقابلہ کرے گا اور گناہوں سے باز رہے گا۔

تقویٰ میں صداقت

تقویٰ میں سچائی میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ، اس میں ان چیزوں سے پرہیز کرنا بھی شامل ہے جو مشتبہ ہوں۔ جامع ترمذی نمبر 1205 میں موجود حدیث کے مطابق جو شخص مشتبہ سے بچتا ہے وہ اپنے ایمان اور عزت کی حفاظت کرے گا۔ درحقیقت جامع ترمذی نمبر 2451 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت ہے کہ مسلمان اس وقت تک متقی نہیں ہو گا جب تک کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز نہ کرے جو کہ حرام نہیں ہیں احتیاط کی بنا پر وہ کسی کو حرام کی طرف لے جا سکتی ہیں۔

مشکوٰۃ سے پرہیز کا سب سے اہم پہلو رزق حاصل کرنے کا ہے۔ حرام اور مشتبہ چیزوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے اور صرف حلال اور پاک کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس سچائی کی ایک شاخ میں مادی دنیا کے اضافی اور غیر ضروری پہلوؤں سے پرہیز کرنا بھی شامل ہے۔ یہ صرف اپنی ضروریات اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے اس مادی دنیا سے کافی لینے پر مشتمل ہے۔ کسی کو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر کے اپنے نفس کو مسخر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ انہیں صرف حرام کی طرف لے جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اسراف میں ملوث ہونے سے زیادہ حرام سے محفوظ ہے تو قیامت کے دن اس کے احتساب میں اضافہ ہی ہوگا۔ کسی کا جتنا زیادہ احتساب ہو گا اس کو سزا ملنے کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر 6536 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ جس شخص کے اعمال کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جانچ کرے گا تو اسے سزا دی جائے گی۔ کھانے، لباس اور رہائش کے معاملے میں لالچ اور اسراف دونوں سے بچنا چاہیے۔

اگرچہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو چکے ہیں، جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور دوسرے نیک لوگ جو ابھی تک مالدار تھے، لیکن ان کا مال کمانے اور خرچ کرنے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کرنا تھا۔ آج کے خوشحال مسلمانوں کی اکثریت کے برعکس۔

بدقسمتی سے، کچھ مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ انہوں نے مال بھی کمایا اور خرچ کیا، ان کے نام غلط طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں یہ کسی نہ کسی طرح کمائی، ذخیرہ اندوزی یا غلط طریقے سے دولت خرچ کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے جس کی انہیں ضرورت نہیں ہے۔ ان کا طرز عمل ان صالح پیشروؤں کے اعمال سے متصادم ہے جنہوں نے صرف اپنی ضروریات اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے کمایا تھا۔ جو لوگ مالدار تھے انہوں نے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کیا، اسے کبھی اسراف یا لالچ میں جمع نہیں کیا۔ آج کتنے خوش حال مسلمان اپنے بارے میں ایسا کہہ سکتے ہیں؟

اس کے علاوہ مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ دولت حاصل کرنے والے نیک لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔ وہ صرف دولت کے محافظ تھے اور خود کو اس کا حقیقی مالک نہیں سمجھتے تھے۔ باب 57 الحدید، آیت 7:

"اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں پے در پے وارث بنایا ہے۔"

وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیوں پیدا کیا اور ان سے کیا چاہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال خرچ کیا اور اپنی خواہشات کے مطابق کبھی مال خرچ نہیں کیا۔ ان صالحین کو یقین تھا کہ ان کی جانیں اور مال صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر دنیاوی نعمت کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال کرتے ہوئے شکر کے اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے۔ ان لوگوں کو دنیا کی بہت سی چیزیں دی گئی ہوں گی لیکن انہوں نے ان پر بھروسہ نہیں کیا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے سامان میں کوئی لذت محسوس نہیں کی اور انہیں صرف ایک فرض کے طور پر دیکھا جسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے دل اپنی چیزوں سے جڑے ہوئے نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے لالچ میں جمع کر کے دوسروں کو دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے سے روکا تھا۔ اس لیے ان کے پاس دنیاوی چیزیں تھیں لیکن چیزیں ان کے پاس نہیں تھیں۔ ان کے پاس دولت تھی لیکن انہوں نے اپنے لیے غربت کا انتخاب کیا جیسا کہ وہ دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے

خرچ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے دنیاوی مال کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہی لذت حاصل کی۔ دنیاوی چیزوں سے محروم ہونے پر نہ تو وہ غمگین ہوئے اور نہ ہی ناراض ہوئے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو ہر چیز پر ترجیح دی۔ انہوں نے اپنے دنیوی مال میں کوئی لذت یا خوشی نہیں لی۔ پس درحقیقت وہ دنیاوی چیزوں کے مالک ہونے کے باوجود مادی دنیا سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ مال ان کے دلوں میں نہیں ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اس مادی دنیا سے اپنے دلوں اور ارادوں سے منہ موڑنے پر مشتمل ہے۔ باب 20 طہٰ، آیت 131:

اور اپنی نگاہیں اس چیز کی طرف مت پھیلاؤ جس کے ذریعے ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو " لذت بخشی ہے، یہ دنیا کی زندگی کی رونق ہے جس سے ہم ان کو آزماتے ہیں۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔''

حقیقت میں یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے جب کوئی شخص یہ فرض کرنے کے بجائے کہ وہ صرف کاروباری تھے۔ بدقسمتی سے آج بہت سے مسلمان ان کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ مادی دنیا کو جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے میں غرق ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی اکثریت یہ سوچنے میں بے وقوف ہے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں جب کہ وہ حقیقت میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہ دنیا دار لوگ اپنے مال پر بھروسہ اور محبت کرتے ہیں جبکہ نیک لوگوں کے پاس دنیاوی مال تھا لیکن صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور محبت کرتے تھے۔ دنیاوی مال صالحین کے ہاتھ میں تھا ان کے دلوں میں نہیں تھا جب کہ آج بہت سے لوگوں کے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کے دلوں میں ہے۔ انسان کو اس بات پر دھیان دینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مادی دنیا کو کس طرح بیان کیا ہے اور اس لیے اسے ابدی آخرت کی تیاری پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ باب 57 الحدید، آیت 20:

'' جان لو کہ دنیا کی زندگی صرف تماشا ہے اور تماشہ ہے اور زینت اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد کی بڑھوتری میں مقابلہ ہے''۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مادی دنیا جس سے کسی کو لاتعلقی اختیار کرنی چاہیے دراصل اس کی خواہشات سے مراد ہے۔ یہ مادی دنیا کا حوالہ نہیں دیتا، جیسے پہاڑ۔ اس کی نشاندہی باب 3 علی عمران، آیت 14 سے ہوتی ہے:

" لوگوں کے لیے مزین ہے اس چیز کی محبت جس کی وہ خواہش کرتے ہیں - عورتوں اور بیٹوں کی، سونے اور چاندی کے ڈھیروں سے، عمدہ نشان والے گھوڑے، اور مویشی اور کھیتی والی زمین۔ یہ دنیوی زندگی کا مزہ ہے، لیکن اللہ کے پاس بہترین واپسی]یعنی جنت [ہے۔

یہ چیزیں لوگوں کی خواہشات سے جڑی ہوتی ہیں اور ان سے انسان آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے۔ جب کوئی اپنی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے تو وہ درحقیقت مادی دنیا سے الگ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان جس کے پاس دنیاوی چیزیں نہیں ہیں وہ اس کی باطنی خواہش اور اس سے محبت کی وجہ سے پھر بھی دنیا دار سمجھا جا سکتا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان جس کے پاس دنیاوی چیزیں ہیں، جیسا کہ بعض صالح پیشروؤں کی طرح، وہ مادی دنیا سے لاتعلق سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ذہن، دل اور اعمال کی خواہش نہیں رکھتے اور ان پر قبضہ کرتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ ابدی آخرت میں جھوٹ کی خواہش رکھتے ہیں۔

پرہیزگاری کا پہلا درجہ ناجائز اور فضول خواہشات سے منہ موڑنا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا سے نہیں ہے۔ یہ شخص آخرت پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو نبھانے میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ان چیزوں اور لوگوں سے منہ موڑ لیتے ہیں جو انہیں اس اہم کام کو پورا کرنے سے روکتے ہیں۔

پرہیز کا اگلا مرحلہ وہ ہے جب انسان اپنی ضروریات اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے مادی دنیا سے صرف وہی چیزیں لیتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنا وقت ان چیزوں میں نہیں لگاتے جن سے انہیں اگلے جہان میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ صحیح بخاری نمبر 6416 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نصیحت ہے، آپ نے ایک مسلمان کو اس مادی دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کی نصیحت کی۔ دونوں قسم کے لوگ مادی دنیا سے صرف وہی لیں گے جس کی انہیں ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی منزل یعنی آخرت

تک بحفاظت پہنچ سکیں۔ ایک مسلمان یہ سمجھ کر حاصل کر سکتا ہے کہ ان کی موت اور آخرت کی روانگی کتنی قریب ہے۔ موت نہ صرف انسان پر کسی بھی وقت آ سکتی ہے بلکہ اگر کوئی لمبی عمر بھی گزارے تو ایسا لگتا ہے جیسے ایک لمحے میں گزر گیا۔ اس حقیقت کا ادراک کر کے انسان ابدی آخرت کی خاطر لمحہ بہ لمحہ قربان کر دیتا ہے۔ اس مادی دنیا میں لمبی عمر کی امید کو مختصر کرنا انہیں اعمال صالحہ کرنے، اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرنے اور آخرت کی تیاری کو ہر چیز پر ترجیح دینے کی ترغیب دے گا۔ جو شخص لمبی عمر کی امید رکھتا ہے وہ اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دے گا۔

جو واقعی مادی دنیا میں پرہیزگار ہے وہ نہ اس پر الزام لگاتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ جب وہ اسے حاصل کرتے ہیں تو وہ خوش نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں جب وہ ان کے پاس سے گزر جاتا ہے۔ اس متقی مسلمان کا ذہن ابدی آخرت پر اتنا مرکوز ہے کہ چھوٹی مادی دنیا کو لالچ سے دیکھ سکے۔

پرہیز کئی مختلف سطحوں پر مشتمل ہے۔ بعض مسلمان اپنے دلوں کو ہر فضول اور فضول مشغلہ سے آزاد کرنے کے لیے پرہیز کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر پوری توجہ مرکوز کر سکیں اور لوگوں کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔ سنن ابن ماجہ نمبر 257 میں موجود حدیث کے مطابق ایسا سلوک کرنے والا یہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کے دنیوی امور کی دیکھ بھال کے لیے کافی ہو گا۔ لیکن جس کو صرف دنیاوی چیزوں کی فکر ہے وہ ان کے وسیلے پر رہ جائے گا اور اسے تباہی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو شخص اس مادی دنیا کی زیادتی جیسے مال کی زیادتی کے پیچھے پڑے گا وہ یہ پائے گا کہ اس کا کم سے کم اثر ان پر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ اب بھی سچ ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مادی دنیا کے اضافی پہلوؤں کے حصول میں کوئی گناہ نہ کرے۔

کچھ لوگ قیامت کے دن اپنے احتساب کو ہلکا کرنے کے لیے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ جس کے پاس جتنی زیادہ چیزیں ہوں گی ان کا احتساب کیا جائے گا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ جس کے اعمال کی جانچ پڑتال کرے گا اسے قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ صحیح بخاری نمبر 6536 میں موجود ایک حدیث میں اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے۔ جس کا احتساب جتنا ہلکا ہو گا اتنا ہی کم ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر

میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ دنیا میں جس کے پاس بہت کچھ ہے وہ قیامت 6444 کے دن بہت کم نیکی کے مالک ہوں گے سوائے وقف کرنے والوں کے۔ ان کا مال و دولت ان طریقوں سے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں، لیکن یہ تعداد میں تھوڑے ہیں۔ یہ لمبا احتساب یہی وجہ ہے کہ ہر شخص خواہ امیر ہو یا غریب، قیامت کے دن یہ تمنا کرے گا کہ انہیں زمین پر ان کی زندگی کے دوران صرف ان کا روزانہ کا رزق دیا گیا تھا۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ نمبر 4140 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔

کچھ مسلمان اس مادی دنیا کی زیادتی سے جنت کی خواہش سے پرہیز کرتے ہیں جو اس مادی دنیا کی لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگ جہنم کے خوف سے مادی دنیا کی زیادتی سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ بجا طور پر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جتنا زیادہ اس مادی دنیا کی زیادتی میں مبتلا ہوتا ہے وہ اتنا ہی ناجائز کے قریب ہوتا ہے جو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ جامع ترمذی نمبر 1205 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ درحقیقت یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر 4215 میں موجود ایک حدیث میں نصیحت فرمائی ہے کہ مسلمان۔ اس سنن ابن ماجہ نے وقت تک پرہیزگار نہیں بنیں گے جب تک کہ کسی ایسی چیز سے پرہیز نہ کریں جو گناہ نہیں ہے اس خوف سے کہ وہ گناہ کا باعث بن جائے۔

پرہیزگاری کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو کچھ چاہتا ہے اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے جس کا تذکرہ پورے قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مادی دنیا کی زیادتی سے پرہیز کرنا، یہ جانتے ہوئے کہ ان کا رب مادی دنیا کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا کی زیادتی کی مذمت کی ہے اور اس کی قدر کو حقیر قرار دیا ہے۔ یہ نیک بندے شرمندہ تھے کہ ان کا رب انہیں کسی ایسی چیز کی طرف مائل دیکھے جو اسے ناپسند ہے۔ یہ سب سے بڑے بندے ہیں کیونکہ یہ صرف اپنے رب کی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں دنیا کی حلال آسائشوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کے خزانوں کی پیشکش کے باوجود غربت کا انتخاب کیا۔ صحیح بخاری نمبر 6590 میں موجود ایک حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ انتخاب اس لیے کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہی چاہتا

ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مادی دنیا کو ناپسند فرمایا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کی محبت میں اسے رد فرمایا۔ ایک سچا بندہ کس طرح اس سے محبت کر سکتا ہے جو ان کے رب کو ناپسند ہے؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غربت کا انتخاب کرکے غریبوں کے لیے مثال قائم کی اور امیروں کو اپنے قول و فعل سے زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا۔ وہ آسانی سے متبادل کا انتخاب کر سکتا تھا اور عملی طور پر امیروں کو دکھا سکتا تھا کہ دنیا کے خزانوں کو لے کر زندگی کیسے گزاری جائے اور وہ اپنے قول و فعل سے غریبوں کو صحیح زندگی گزارنے کا طریقہ سکھا سکتا تھا۔ لیکن اس نے غربت کا انتخاب ایک خاص وجہ سے کیا جو اس کے رب العالمین کی بندگی سے باہر تھی۔ اس پرہیز کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اپنایا۔ مثال کے طور پر، اسلام کے پہلے صحیح ہدایت یافتہ خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ایک بار جب انہیں شہد کے ساتھ میٹھا پانی پلایا گیا تو رو پڑے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ میں نے ایک بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ایک غیر مرئی چیز کو دھکیل رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا کہ اس کے پاس مادی دنیا آگئی ہے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ اسے تنہا چھوڑ دو۔ مادی دنیا نے جواب دیا کہ وہ مادی دنیا سے بھاگ گیا ہے لیکن اس کے بعد والے ایسا نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کو شہد سے میٹھا دیکھ کر رو پڑے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مادی دنیا انہیں گمراہ کرنے کے لیے آئی ہے۔ یہ واقعہ امام اشفہانی رحمۃ اللہ علیہ ، ہلیۃ الاولیاء، نمبر 47 میں درج ہے۔

درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لذت حاصل کرنے کے لیے نہ کبھی کھایا اور نہ لباس پہنا بلکہ مادی دنیا سے صرف وہی لیا جو ان کی ضرورت تھی اور آخرت کی تیاری پر توجہ دی۔ جب مادی دنیا ان کے قدموں پر رکھ دی گئی تو وہ اس خوف میں مبتلا تھے کہ شاید ان کا اجر انہیں آخرت کے بجائے اس دنیا میں مل گیا ہے۔

جو بھی واقعی پرہیزگار ہے وہ ان کے نقش قدم پر چلے گا۔ مسلمانوں کو اس مادی دنیا کی غیر ضروری آسائشوں میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو بیوقوف نہیں بنانا چاہیے جب کہ یہ دعویٰ کریں کہ ان کا دل اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے۔ اگر کسی کا دل پاک ہوتا ہے تو یہ اس کے اعضاء اور اس کے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے جس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 4094 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ سے لگا ہوا ہے وہ اس سے پہلے صالحین کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ انہیں

مادی دنیا کی ضرورت ہے، صرف اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنا، اور آخرت کی تیاری کے لیے کوشش کرتے ہوئے مادی دنیا کی زیادتی سے منہ موڑنا۔ یہ حقیقی پرہیزگاری ہے۔

امانت میں سچائی

یہ اتنا اہم پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک سچے مومن ہونے کے ساتھ جوڑ دیا۔ یعنی کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے۔ باب 5 المائدة، آیت 23:

’’اور اللہ پر بھروسہ رکھو، اگر تم مومن ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا، اس بات کا یقین دلانا بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی ضمانت دی ہے، جیسے کہ کسی کا حلال رزق۔ مادی دنیا کے معاملات کے بارے میں دل سے اضطراب کو دور کرنا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اس میں اس بات پر پختہ یقین رکھنا بھی شامل ہے کہ ہر حاجت خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی، اللہ تعالیٰ حاکم اور رازق ہے اور اس کے سوا کوئی ضرورت پوری نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو روک نہیں سکتا، چاہے ظاہری طور پر ایسا لگتا ہے کہ اس میں لوگوں کا ہاتھ ہے۔ وہ محض ذریعہ ہیں لیکن دینے اور روکنے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ مخلوق کسی کو وہ چیز نہیں دے سکتی جسے اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا ہو اور نہ وہ کسی سے وہ چیز چھین سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہو۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2516 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا مخلوق سے امید اور خوف کو دور کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور اس کا پورا علم اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ان پر مسلسل نازل ہوتی رہتی ہیں جن کو کوئی نہیں روک سکتا۔

امانت میں سچائی کا تعلق پرہیزگاری میں سچائی سے ہے جیسا کہ وہ شخص جو اس بات پر بھروسہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے 50,000 ہزار سال پہلے جو رزق ان کے لیے مختص کیا گیا تھا وہ کبھی کوئی دوسرا نہیں لے گا اور نہ ہی استعمال کرے گا۔ صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔ اس سے وہ ان نعمتوں کو دوسروں کے ساتھ بانٹنے کی ترغیب دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں غربت کے خوف کے بغیر ہیں۔

غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی اسباب مثلاً دوائیوں کو ترک کر دے، کیونکہ ایک توکل کرنے والا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ اسباب اور نتائج دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا اور طے کیے گئے ہیں۔ لہٰذا وہ قرآن پاک اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں بتائے گئے ذرائع کو استعمال کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر صورت میں ان کے لیے بہترین نتائج کا انتخاب کرے گا۔

جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے، اس کی پناہ مانگتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ وہی دیتا ہے اور روکتا ہے۔ توکل کرنے والا مسلمان جب ان سے کوئی چیز روک لی جائے تو وہ ناراض یا پریشان نہیں ہوتا اور نہ ہی قرآن کریم کی تعلیمات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے خلاف چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرص کا درجہ اس بات کا تعین نہیں کرتا کہ کسی شخص کو کوئی چیز دی جاتی ہے یا اس سے روکی جاتی ہے بلکہ اس کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بھروسہ کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جسے وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو وہ چاہتے ہیں۔ یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر بھروسہ رکھتا ہے، اس سے قطع نظر کہ چیزیں ان کی خواہشات کے مطابق ہوتی ہیں یا نہیں۔ بھروسہ کرنے والا مسلمان جانتا ہے کہ وہ اس راستے پر چل رہے ہیں جو مقدر ہے اور اس لیے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سچائی انہیں یہ سمجھنے کی اجازت دیتی ہے کہ جب تک مقررہ وقت نہ آجائے وہ کبھی کچھ حاصل نہیں کر پائیں گے۔ یعنی وہ اسے ایک لمحہ بھی جلد یا بدیر حاصل نہیں کر سکتے جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر

دیا ہو۔ اس سے ان سے لالچ اور پریشانی دور ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور مطمئن ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ قناعت کا باعث بنتا ہے۔ یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ جس بھی صورتحال میں ہیں ناگزیر ہے۔ یہ ہر گزرتے لمحے کے لیے سچ ہے۔ لیکن ہر شخص کا اختیار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا انتخاب کریں تو اس وقت جس حالت میں ہیں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ نافرمانی کا انتخاب کرتے ہیں تو جب انہیں اپنی پسند کے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کے علاوہ اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرانے کے لیے کوئی اور نہیں ہوتا۔ بھروسہ کرنے والا اس بات کو سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہتا ہے کہ اس نے انہیں ایک اچھی حالت سے دوسری حالت کی طرف رہنمائی کی خواہ وہ ہر حال میں نیکی کا فوری مشاہدہ نہ کرے۔

خوف میں سچائی

جو چیز دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرتی ہے وہ ہے سچا یقین اور مسلسل یاد دلانا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کسی کی کوئی حرکات، خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی خیالات، اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ اس سے ایک مسلمان ہوشیار ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں باطنی یا ظاہری طور پر کوئی ایسی چیز دیکھ سکتا ہے جو اسے منظور نہیں ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی نیت پر مسلسل نظر رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اگر کوئی مسلمان ہر لمحہ اپنی نیت اللہ تعالیٰ سے وابستہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس چیز سے منہ پھیر لے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو اس کا دل پاکیزہ ہو جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی خوف کی طرف لے جائے گا۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اس مخلوق سے مزید خوفزدہ نہیں ہوں گے جو لوگوں کو خوش کرنے کی خواہش میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے گی۔

حیا میں سچائی

جامع ترمذی نمبر 2458 میں موجود حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حقیقی شرم و حیا کا ہونا وہ ہے جب انسان اپنے پانچوں حواس کو اس کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ اس میں اپنے جسم کو حرام کھانے جیسے حرام سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنی عفت کی حفاظت کرنا شامل ہے۔ اس میں اکثر کسی کی موت کو یاد کرنا اور تیاری کرنا شامل ہے۔ اور آخر میں، اس میں اس مادی دنیا کی زیادتی سے منہ موڑنا بھی شامل ہے، جو انہیں ابدی آخرت کے لیے جدوجہد کرنے کی ترغیب دے گا۔ اس طرح کا برتاؤ کرنے والا اللہ عزوجل کی سچی حیا اور شرم کا حامل ہے۔

جو ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ اس کی شرم و حیا کو اپنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کو یاد کرنا، جب کہ انسان ناشکری کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کا حلیم بننے کی ترغیب دے گا۔ آخر میں یہ یاد رکھنا کہ ایک دن آئے گا جب ان سے ان کی زندگی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرمندگی اختیار کرنے کی ترغیب بھی دی جائے گی۔

اللہ عزوجل کی شرمندگی کو تقویت دینے والی چیز اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جب بھی کسی کے دل میں کوئی بری خواہش آجائے۔ اس لیے کہ دل کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خواہش سے پوری طرح باخبر ہے۔ اگر یہ رویہ کسی شخص میں قائم ہو جائے تو ان کی شرم گاہ اللہ تعالیٰ مضبوط ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ خوف کہ اللہ تعالیٰ ان کی خواہشات اور افعال کی وجہ سے ناپسندیدگی میں ان سے منہ موڑ لے گا اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی شرمندگی کو تقویت ملتی ہے۔ لیکن یہ شرم و حیا کمزور ہو سکتی ہے اور بعض صورتوں میں اس صورت میں غائب ہو سکتی ہے جب کوئی شخص اپنے بیان کردہ طریقے پر پرکھنا چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے احکام و ممنوعات میں خلوص نیت سے اطاعت کو ترک کر دے۔

تعریف میں سچائی

جب ایک مسلمان ہوشیار ہو جاتا ہے تو وہ ان بے شمار نعمتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے، پرانی اور نئی دونوں، جو انہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نے عطا کی ہیں۔ پرانی نعمتوں میں شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ، ایک مسلمان کو اس کے پیدا کرنے سے پہلے یاد رکھنا اور اس پر ایمان اور یقین کے ساتھ برکت دیتا ہے۔ پھر اس نے وقت گزرنے کا سبب بنایا یہاں تک کہ اس نے مسلمانوں کو بہترین امتوں میں یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ٹھہرایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جوانی میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور انہیں اسلام کو ترک کرنے سے بچا لیا۔ حالانکہ مسلمان کے پاس غفلت کے لمحات تھے اور گناہوں کا ارتکاب کیا تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام اور سزا نہیں دی۔ اس کے بجائے اس نے ان کی خطاؤں پر پردہ ڈالا اور ان کے لیے اپنی بخشش بڑھا دی۔ یہ سب اور بہت کچھ ایک مسلمان سے شکر گزاری کا متقاضی ہے جو تین قسموں پر مشتمل ہے۔ پہلا دل سے ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب کوئی تسلیم کرتا ہے کہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں، اور اپنی نیت درست کر لیتا ہے تاکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کام کرے۔ شکر کی اگلی قسم مسلسل اس کی تعریف اور اس کی عظیم مہربانی کا ذکر کرنے سے زبان پر ظاہر ہوتی ہے۔ آخری قسم جو کہ شکر گزاری کا اعلیٰ درجہ ہے جسمانی اعمال کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب کوئی اپنے پاس موجود تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی رضا کے لیے خلوص نیت سے استعمال کرتا ہے۔ اس سے برکتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

’’ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ کروں گا ۔ ‘‘

ایک مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ذریعے ہی شکر ادا کر سکتا ہے جو بذات خود شکر کا مستحق ہے۔ یہ رویہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ انسان ہر وقت شکر گزار اور عاجز رہے۔

محبت میں سچائی

اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ساتھ ان کے طرز عمل میں، اور مادی دنیا سے ان کی لاتعلقی ہر معاملے میں ایک مثال کے طور پر شامل ہے۔ باب علی عمران، آیت 31 3:

’’ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘

محبت میں سچائی میں یہ بھی شامل ہے کہ ہر اس معاملے میں جسے اللہ تعالیٰ اپنی خواہشات اور دوسروں کی خواہشات پر ترجیح دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنے نفس کے احکام پر پورا کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرتا ہے وہ ہمیشہ اس کو اپنے دل، زبان اور عمل سے اس کی سچی اطاعت میں اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرتے ہوئے اسے یاد کرتا ہے۔ عاشق غفلت سے باز آجائے گا اور اپنے پاس موجود نعمتوں کو اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھولیں گے اور نہ ہی اس کے احکام کو نظرانداز کریں گے۔ وہ مسلسل ڈرتے ہیں کہ ان کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند کرے گا جو انہیں مزید اطاعت کی طرف لے جائے گا۔ وہ اپنے واجبات کو پورا کرکے اور رضاکارانہ نیک کاموں میں کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت تلاش کرتے ہیں جس کی نصیحت صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود حدیث میں کی گئی ہے۔ سربلند، ہر طرح سے اور ان تمام چیزوں سے منہ موڑنا جو اس حتمی مقصد میں معاون نہیں ہیں۔

محبت کا آغاز تب ہوتا ہے جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاوی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔ لیکن جب کوئی علم حاصل کرتا ہے اور اس کی اطاعت میں کوشش کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے لگتا ہے، خواہ اسے دنیاوی نعمتیں حاصل ہوں یا نہ ہوں جیسا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے جو کچھ بہتر ہے وہی دیتا ہے اور روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سچی محبت نہ آسانی کے وقت بڑھتی ہے اور نہ ہی مشکل کے وقت گھٹتی ہے۔ ایسا سلوک کرنے والا صرف نعمتوں کا عاشق ہے۔

قناعت میں سچائی

اس کی علامت یہ ہے کہ جب کوئی بے صبرا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ تبدیلی کی خواہش رکھتا ہے خواہ وہ کسی بھی حالت میں کیوں نہ ہوں۔ وہ اس پر راضی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ صرف اپنے بندوں کے لیے بہترین انتخاب کرتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے..."

ایک سچا بندہ نہیں جانتا کہ ان کے لیے کون سا فیصلہ بہتر ہے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ درجہ صبر سے اونچا ہے کیونکہ صبر کرنے والا شخص حالات کے بدلنے کی خواہش کر سکتا ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں شکایت نہیں کرتا۔ جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی محبت میں سچا ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے، بغیر کسی مزاحمت کے۔ تقدیر پر شک کرنا ان کا پیچھا چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس پر راضی ہو جاتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک مسلمان اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس سے پہلے راضی نہ ہوں۔ باب 89 الفجر، آیت 28:

"اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ جا کہ اس سے راضی اور راضی ہو۔"

تڑپ میں سچائی

اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے رب کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ اس سے انہیں اس بات کی ترغیب ملتی ہے کہ وہ اس کے احکام کو پورا کرتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرتے ہوئے اس کی مخلصانہ اطاعت میں کوشش کریں اور یہ جانتے ہوئے کہ جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اسے یہ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی طلب رکھتا ہے، وہ اس دنیا کو چھوڑ کر آخرت تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے۔ یہ لوگ اکثر لوگوں کی صحبت سے تنہائی اور اکیلے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ خوف اور امید کے درمیان متوازن ہیں۔ اپنے رب کی نافرمانی کا خوف اور اس لیے اس سے اور اس کے قرب سے روکے جانے کا۔ ان کی امید انہیں اپنی غلطیوں سے سچے دل سے توبہ کرنے اور اس کی فرمانبرداری میں کوشش کرنے کی ترغیب دیتی ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آخر میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک میں موجود انمول علم کو حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات پر عمل کریں تاکہ وہ قادر مطلق کی بارگاہ میں حق کے مقام تک پہنچ سکیں۔ بادشاہ باب 54 القمر، آیت 55:

"ایک خودمختار کے قریب سچائی کی نشست پر، قابلیت میں کامل۔"

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
آڈیو بکس کے لیے بیک اپ سائٹ : https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس : https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character